حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

(۶)

محاذِ شام

اکثر مورخوں کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق نے ۱۲ھ کے حج سے واپس آکر محرم ۱۳ھ میں شام پر چڑھائی کی تیاری شروع کی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حج کے زمانہ میں آپ نے چڑھائی کا ارادہ مصمم کر لیا تھا۔ چڑھائی کے اسباب و محرکات کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ حج سے واپسی پر صحابی شُرَحبیل بن حسنہ نے ایک خواب بیان کیا جس کی تعبیر تھی کہ خلیفہ شام پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیں گے۔ دوسری رائے ہے کہ آپ نے فرض جہاد کی ادائگی اور اشاعتِ اسلام کے لئے چڑھائی کی۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا طاقتور اور بنیادی محرک رسول اللہ کی وہ پیش گوئیاں تھیں جن میں انھوں نے خوش خبری دی تھی کہ عنقریب قیصر اور کسریٰ کی حکومت اور خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گے اور ان کی اقتصادی زبوں حالی کا خاتمہ ہوگا۔ ابوبکر صدیق کو رسول اللہ پر بے پایاں اعتقاد تھا اور وہ ان کی پیش گوئی کو ایک شدنی حقیقت تصور کرتے تھے۔ خاص شام کے بارے میں رسول اللہ کی ایک پیش گوئی صحابی عبداللہ بن حوالہ کی زبانی سنیئے: میں نے اور بعض دیگر صحابہ نے ایک دن رسول اللہ سے اپنے شدید افلاس و ناداری کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، میں تمھاری ناداری سے زیادہ تمھاری آنے والی خوش حالی سے اندیشہ مند ہوں۔ بخدا یہ اسلام اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ فارسیوں، رومیوں اور حمیریوں کے ملک فتح نہ ہو جائیں گے اور تمھاری تین بڑی چھاؤنیاں قائم نہ ہو جائیں گی: ایک

شام میں، دوسری عراق میں اور تیسری یمن میں، اور تمھاری مالی حالت اتنی بہتر ہو جائے گی کہ ایک شخص سو دینار تنخواہ لیتے ہوئے ناک بھوں چڑھائے گا۔" عبداللہ بن حوالہ نے کہا: رسول اللہ شام کو کون فتح کر سکتا ہے جہاں بڑے مال والے رومیوں کی حکومت ہے۔"

رسول اللہ نے فرمایا: خدا تم کو ضرور شام میں رومیوں کا جانشین بنا دے گا حتیٰ کہ وہاں کے سفید قمیص پوش گھٹی گدّی والے امرار کی جماعت کالے عرب کے سامنے سر تسلیم خم کئے حکم کے منتظر کھڑے ہوں گے اور آج تو بلاشبہ وہاں ایسے پر تمکنت اور با اقتدار حاکم ہیں جن کی نظر میں تم اونٹ کے چوتڑ کی کلّی سے زیادہ حقیر ہو۔" (معجم البلدان یاقوت ۵/۲۲۱ - ذکر شام)

محاذِ شام سے متعلق ابو بکر صدیق کے خطوط کے دو خاص ماخذ ہیں: ازدی بصری مصنف فتوح الشام اور سیف بن عمر جن کی بہت سی روایتیں طبری نے اپنی تاریخ میں جمع کر لی ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ فتوح الشام سے بس ان دو مورخوں نے ہی دل چسپی لی ہے، نہیں اس موضوع پر دوسری صدی ہجری میں متعدد کتابچے قلم بند ہو گئے تھے جن کے بعض مشہور مصنفوں کے نام یہ ہیں: ابو مخنف، ابن اسحاق - عمر بن شبہؒ اور مدائنی یہ کتابچے کئی سو برس سے لاپتہ ہیں، البتہ تیسری اور چوتھی صدی کے اُن مؤلفوں نے جنھوں نے بڑی تاریخیں لکھیں ان کتابچوں سے کافی مواد لے لیا تھا جو ہمارے سامنے موجود ہے۔ طبری اور بلاذری نے جو اسلامی تاریخ اور فتوحات پر ہمارے سب سے پرانے اور جامع مورخ ہیں، ابو مخنف، ابن اسحاق عمر بن شبہ اور مدائنی سے فتوح شام کے سلسلہ میں کافی خوشہ چینی کی ہے، پر ان سے لئے ہوئے مواد میں ابو بکر صدیقؓ کے خطوط نہیں ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ سیف کی روایات ازدی بصری کی روایتوں سے بہت مختلف ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیف کے شیوخ اور ہیں، ازدی بصری کے اور۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیوخ روایت کے مختلف ہونے سے روایات کا مختلف ہونا تو لازم نہیں آتا۔ یہ صحیح ہے، لیکن عربی تاریخ کے معاملہ میں اختلاف رواۃ سے روایت میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے بعض اسباب ہیں جن میں سے ایک خاص اور بنیادی سبب

یہ ہے کہ قرن اول کے واقعات وحوادث رونما ہونے کے سو یا زیادہ سال بعد قلمبند ہوئے اور اس عرصہ میں سینکڑوں ہزاروں افراد کے حافظوں اور زبانوں سے گذرتے رہے اور چونکہ ان افراد کی معلومات، ذہنی قوت اور اخلاقی حالت ایک دوسرے سے مختلف تھی اس لئے ان کے بیان کردہ واقعات کی نوعیت اور تفصیل میں بھی فرق پیدا ہو گیا۔

۳۶۔ یمن کے مسلمانوں کے نام

یہ مراسلہ فتوح الشام ازدی سے ماخوذ ہے۔ اس کا سیاق وسباق یہ ہے کہ شام پر چڑھائی کا ارادہ جب ابو بکر صدیق نے پکا کر لیا تو بڑے صحابہ کی مجلس منعقد کی، چڑھائی کا منصوبہ ان کے سامنے رکھا اور رائے مانگی۔ سب نے منصوبہ کی تائید کی۔ اس کے بعد ایک عام جلسہ کیا گیا جس میں خلیفہ نے لوگوں سے شام کے محاذ پر جانے کی اپیل کی، رومی حکومت کی عربوں کے دلوں میں ایسی دھاک تھی کہ اپیل کا کچھ اثر نہ ہوا اور کسی نے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا نہیں کہا۔ یہ جمود دیکھ کر حضرت عمر کھڑے ہوتے اور لوگوں کو غیرت دلائی، اس کے زیر اثر ایک قریشی لیڈر خالد بن سعید کھڑے ہوتے اور کہا کہ میں، میرے بھائی، غلام اور متبعین سب خلیفہ کی دعوت کو لبیک کہتے ہیں۔ مدینہ کے باہر ایک کیمپ کھولا گیا، جہاں خالد کے کنبہ کے بہت سے لوگ اور غلام وموالی جمع ہو گئے، دوسرے لوگ بھی کیمپ میں آنے لگے، خلیفہ نے کئی سالار نامزد کئے یزید بن ابی سفیان، ابو عُبیدہ بن جرّاح اور شرحبیل بن حسنہ۔ بھرتی کی رفتار سست تھی، اور کئی ہفتے گذرنے کے بعد بھی جب تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہوا تو صحابہ کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ یمن کے مسلمانوں کو شام میں جہاد کی دعوت دی جائے اور جب فوج کی تعداد بڑھ جائے تو چڑھائی کی جائے، چنانچہ ابو بکر صدیق نے یمن کے مسلمانوں کو یہ مراسلہ بھیجا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

سے ان یمنی مومنوں اور مسلموں کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جاتے،
سلام علیکم، میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں، واضح ہو کہ اللہ نے مومنوں پر جہاد لازم کیا ہے اور ان
کو حکم دیا ہے کہ جہاد کے لئے جائیں پیادہ ہوں تو، سوار ہوں تو، اس نے
فرمایا ہے: جہاد کرو اللہ کی خاطر اپنے مال اور جان سے۔ اس سے ظاہر ہوا
کہ جہاد ایک ضروری فریضہ ہے اور اللہ کی نظر میں اس کا ثواب بہت
ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کو ہم نے شام جاکر رومیوں سے جہاد کرنے کی
دعوت دی، انھوں نے اس دعوت کو گرم جوشی سے مانا، کیمپ میں
جمع ہوئے اور لڑنے چلے گئے، جہاد کے لئے ان کے دل میں سچی لگن تھی
ثواب اور دنیوی خوش حالی کی آرزو ان کے سینوں کو گرمائے تھی۔ عباداللہ!
جس جہاد کے لئے انھوں نے پیش قدمی کی آپ بھی کیجئے، ضروری ہے
کہ آپکے دل میں اس کی سچی لگن ہو، کیوں کہ دو نعمتوں میں ایک سے
آپ ضرور بہرہ مند ہوں گے: شہادت یا مالِ غنیمت۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ اپنے بندوں سے اس پر راضی نہیں کہ اطاعت کا زبانی اقرار
کریں، وہ عملی اطاعت چاہتا ہے۔ وہ اپنے اہلِ عداوت کو اس وقت
تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ "دینِ حق" کو اختیار نہ کرلیں اور
قانونِ قرآن کو صحیح نہ مانیں، یا مسلمانوں کے منقاد بن کر جزیہ ادا کریں۔
اللہ آپکے دین کی حفاظت کرے، آپکے دلوں کو ہدایت دے، اور آپکے
اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین صابرین کا آپ کو اجر
عطا کرے۔ والسلام علیکم"۔

۳۷ خالد بن سعید کے نام

یہ خط اور اس کا سیاق و سباق سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہے۔ آپ نے ابھی پڑھا کہ شام کی مہم پر جانے کے لئے خالد بن سعید نے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی اپیل پر سب سے پہلے آمادگی ظاہر کی تھی۔ یہ خالد عمرو بن عاص کے بھتیجے تھے اور رسول اللہ کے یمن میں افسر رہے تھے۔ آپ کی وفات پر جب وہاں بدامنی پھیلی تو یہ لوٹ آئے، مدینہ میں داخل ہوتے وقت ریشمی کپڑوں میں ملبوس تھے، ان کا گذر حضرت علی اور عمر فاروق کے پاس سے ہوا تو آخر الذکر ریشم کا لباس دیکھ کر بہت برہم ہوئے اور دونوں میں اس موضوع پر سخت کلامی ہوئی۔ حضرت علی نے نہ لباس پر تنقید کی اور نہ عمر فاروق کا پارٹ لیا۔ غالباً اس واقعہ کے زیر اثر خالد نے اس موقع پر ایسی باتیں کیں جن سے حضرت علی کی خلافت کی تائید اور ابو بکر صدیق کی خلافت سے بددلی ظاہر ہوتی تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ماہ تک خالد، صدیق کی بیعت سے منحرف رہے۔ بہت ممکن ہے خالد نے شام جانے کے لئے سب سے پہلے جو آمادگی ظاہر کی اس کے پیچھے خلیفہ پر اپنی وفاداری اور صاف دلی ظاہر کرنے کا جذبہ کار فرما ہو۔ ابو بکر صدیق نے خالد کے اقدام کی قدر کی اور پچھلی باتوں سے ایک وسیع قلب انسان کی طرح چشم پوشی کرتے ہوئے ان کو سپہ سالار فوج بنا کر شام بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن حضرت عمر آڑے آئے، کچھ تو پچھلی باتوں کی بنا پر اور کچھ خالد کی فوجی کم لیاقتی کی وجہ سے۔ ابو بکر صدیق نے پچھلی باتوں کی طرف تو دھیان نہ دیا، پر فوجی تجربہ اور لیاقت کی بات کو نظر انداز نہ کر سکے، طے ہوا کہ خالد کو سپہ سالار نہیں بلکہ ایک مددگار اور معاون سالار کا عہدہ دیا جائے، چنانچہ ان کو تیماء[1] نامی نخلستان بھیج دیا گیا، یہ نخلستان مدینہ سے دمشق جانے والی سڑک پر واقع تھا اور یہاں اور اس کے آس پاس بہت سے قبیلے آباد تھے، خالد کی ڈیوٹی یہ تھی کہ ان قبائل کو اسلام اور شام پر

---

[1] دیکھئے نقشہ

چڑھائی کی دعوت دیں اور جب خلیفہ ان کو شام میں داخل ہونے یا کسی سالار کی مدد کو جانے کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کریں، بالفاظِ دیگر خالد اس بات پر مامور تھے کہ تیمار میں عرب فوجوں کی چھاؤنی قائم کریں اور آس پاس کے قبائل سے بھرتی کر کے اس چھاؤنی کی تعداد بڑھائیں تاکہ مرکز کے مامور کردہ دوسرے سالاروں کو جب شام میں مدد کی ضرورت ہو تو جلد جلد رسد پہنچا سکیں۔ اس چھاؤنی اور اس کی روز افزوں ترقی کی خبر جب شامی سرحد کے عرب۔ عیسائی رئیسوں اور ان کی معرفت شام کی مرکزی سرکار کو ہوئی تو ان سرحدی رئیسوں کو حکم ہوا کہ ایک فوج لے کر خالد اور ان کی چھاؤنی کا ستھراؤ کرنے نکلیں، آنے والے خطرہ سے خالد نے خلیفہ کو مطلع کیا تو حکم آیا کہ بجائے اس کے کہ دشمن تیمار آکر تم پر حملہ آور ہو تم خود آگے بڑھ کر اس سے لڑو" خالد نے ایسا ہی کیا، اس اثنار میں خالد کی پشت پناہی کے لئے کچھ دستے بھی مدینہ سے آگئے۔ وہ دھاوے مارتے سرحدِ شام کے مضافات میں پہنچ گئے۔ وہاں کے رئیسوں کی قبائلی فوجیں جو غالباً اپنے رومی آقاؤں سے ناخوش تھیں، خالد کے قریب آتے ہی تتر بتر ہوگئیں اور ان میں سے بیشتر نے اسلام قبول کر لیا اور مدینہ کی وفاداری اختیار کی۔ یہ خوش خبری خالد نے خلیفہ کو دی تو انھوں نے لکھا کہ احتیاط سے پیش قدمی جاری رکھو لیکن شام کی سرحد پار زیادہ نہ گھس جانا مبادا دشمن پشتی حملہ کر کے نقصان پہنچا دے۔ ادہر شام کی سرحد پر یہ واقعات ہو رہے تھے، اُدھر ابوبکر صدیق شام کے مختلف محاذوں کے لئے فوجیں جمع کرنے میں مشغول تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ دو فوجیں فلسطین اور اُردن کی سمت روانہ ہو چکی تھیں۔ خالد بن سعید جہاد کے شوق اور سرحدی قبائل کی وفاداری اور رہنمائی سے حوصلہ پاکر احتیاط کے جادہ سے ہٹ گئے اور سرحد پار زیادہ اندر داخل ہوگئے، ایک رومی سالار تاک میں تھا، اس نے خالد سے تعرض نہ کیا اور جب یہ خوب آگے بڑھ گئے تو پیچھے سے آکر ان کی واپسی کے راستے گھیر لئے اور حملہ کر دیا اس وقت خالد مرج الصُّفَّر قصبہ[1] کے نزدیک تھے جو دمشق اور دریائے اُردن کے لگ

---

[1] دیکھئے نقشہ

بھگ وسط میں واقع تھا۔ صورتِ حال نازک ہوگئی، سوار دستے بدحواس ہو کر عربی سرحد کی طرف بھاگ نکلے، خالد کے صاحبزادے مع اپنی کافی فوج کے کام آئے، خود خالد کو میدان چھوڑنا پڑا، چند رسالوں کے ساتھ شامی سرحد پار کر کے عربی حدود میں داخل ہوئے اور ذُو مُرّہ کے نخلستان میں پڑاؤ ڈالا، ابو بکر صدیق کو حادثہ کی خبر بھیجی اور مدد طلب کی۔ خالد کی بے احتیاط کارروائی نے خلیفہ کو مشتعل کیا، عمر فاروق کی رائے کی توثیق بھی ہوگئی، اب انھوں نے خالد کو مزید فوجی خدمت کے لئے نااہل سمجھ کر یہ پُرملامت خط لکھا:۔

"جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو، (یعنی مدینہ نہ آؤ ورنہ تمھاری شکست کی خبر سے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوگی) میری جان کی قسم تم بہادر بھی بڑے ہو، بزدل بھی بڑے، مصیبتیں جب آتی ہیں تو بھاگ نکلتے ہو، فتح یا شہادت تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ نہیں کرتے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۲۸-۳۱)

۳۸ عمرو بن عاص کے نام

خالد بن سعید کے حادثہ کی خبر نے ابو بکر صدیق کے عزم و عمل میں جیسے برقی رَو دوڑا دی۔ مدینہ کے باہر کیمپ میں جو قبیلے یمن اور مکہ کے درمیانی دیہاتوں سے آتے رہے تھے، ابو بکر صدیق ان کو خالد بن سعید کی تقویت کے لئے بھیجتے رہے تھے۔ اب انھوں نے فوجی فراہمی کی مہم شد و مد سے شروع کردی اور جہاں جہاں اس کا امکان تھا وہاں ارجنٹ مراسلے بھیجے۔ فوج کے لئے مناسب سالاروں کی بھی بڑی ضرورت تھی۔ یزید بن ابی سفیان، ابو عُبیدہ، شُرَحبیل بن حَسنہ، ولید بن عُقبہ اور عکرمہ نامزد ہو چکے تھے، اور آخرالذکر دو کو تو خالد بن سعید کی پشت پناہی کے لئے بھیجا بھی جا چکا تھا۔ اس وقت وہ شام کی سرحد پر کھڑے رسد کا انتظار کر رہے تھے۔ باقی سالار منتظر تھے کہ کافی فوج فراہم ہو جائے تو شام کا رُخ کریں، خلیفہ کی نظرِ انتخاب قریش کے حوصلہ مند بہادر عمرو بن عاص پر پڑی۔ ۵ھ اس

وقت بعض عرب دیہاتوں میں مُحصّل زکاۃ کے فرائض انجام دے رہے تھے، سب سے پہلے رسول اللہ نے ان کو اس عہدہ پر مقرر کیا تھا، پھر ان کو عُمان میں جب پیامبر نمائندہ بنا کر بھیجا تو یہ وعدہ کیا کہ جب لوٹو گے تو اس عہدہ پر بحال کر دئے جاؤ گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کو ان دیہاتوں میں محصل زکاۃ کی خدمت عزیز تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر عُمان جیسے دور دراز علاقہ کو جاتے ہوئے گھبرا رہے تھے۔ رسول اللہ کی وفات پر عُمان میں جب بغاوت ہوئی تو عمرو خود کو کمزور پا کر مدینہ آگئے اور ابوبکر صدیق سے رسول اللہ کا وعدہ پورا کرنے کی درخواست کی جو انھوں نے بے چون و چرا مان لی۔ عمرو پھر عرب دیہاتوں کے مُحصّلِ زکاۃ مقرر ہو گئے۔ شام کی مہم کے لئے جب سالار مقرر کرنے کا سوال اٹھا تو عمرو کا نام لیا گیا۔ وہ خوش تدبیر ہونے کے علاوہ شام کا سفر بھی کر چکے تھے اور وہاں کے حالات اور جغرافیہ سے واقف تھے۔ ابوبکر صدیق کے سامنے سوال یہ تھا کہ عمرو کو اُس عہدہ سے کیسے الگ کریں جس پر رسول اللہ نے ان کو مقرر کیا تھا، حکماً وہ ایسا کرتے ہوئے گھبراتے تھے، اس لئے انھوں نے یہ خط لکھا جس میں التجا کا پہلو غالب ہے:۔

"میں نے رسول اللہ کا وعدہ پورا کرتے ہوئے تم کو اُس عہدہ پر واپس کر دیا تھا جس پر ایک بار انھوں نے تم کو مقرر کیا تھا اور عُمان بھیجتے وقت جس پر دوبارہ بحال کرنے کا انھوں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ تم ایک بار اس پر فائز رہے اور اب پھر ہو۔ ابوعبداللہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے کام پر لگاؤں جو تمھاری دنیا اور آخرت دونوں میں موجودہ منصب کی نسبت تمھارے لئے زیادہ مفید ہو، اِلّا یہ کہ موجودہ عہدہ تم کو اتنا پسند ہو کہ تم چھوڑنا نہ چاہو۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲۹)

۳۹ فوجی سالاروں کے نام

خالد بن سعید کے حادثہ کے بعد ابوبکر صدیق نے چار لشکر تیار کئے، شام کو چار محاذوں

میں بانٹا اور ہر محاذ پر ایک لشکر روانہ کیا: حمص پر ابو عُبیدہ بن جراح کو، دمشق پر یزید بن ابی سفیان کو، اردن پر شرحبیل بن حسنہ کو، فلسطین پر عمرو بن عاص کو (طبری ۴/۳۱) عمرو بن عاص نے بحر قلزم کی ساحلی سڑک سے فلسطین کا رُخ کیا، دوسرے سالاروں نے مدینہ سے دمشق جانے والی شاہراہ سے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسرے سالاروں کے راستے مختلف تھے اور یہ کہ صرف یزید بن ابی سفیان مدینہ سے دمشق جانے والی راہ سے روانہ ہوئے تھے۔ اس چہار طرفہ یورش کی خبر جب قیصر روم (اور سلطان شام) کو ہوئی تو وہ پوری سنجیدگی سے فوجی تنظیم و ترتیب میں لگ گیا کئی ہفتہ کی بلیغ کوشش کے بعد ایک بڑا لشکر تیار ہوا جس کی تعداد عرب مورخ دو لاکھ سے زیادہ بتاتے ہیں۔ اس لشکر کو کئی حصوں میں بانٹا گیا اور ہر حصہ کو ایک تجربہ کار سالار کی قیادت میں مسلمان فوجوں سے، جہاں جہاں وہ تھیں نمٹنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ مسلمانوں کی تعداد ایک روایت میں ستائیس اٹھائیس ہزار اور دوسری میں چھیالیس ہزار بتائی گئی ہے۔ رومیوں کی اتنی بڑی فوج، اس کے دم خم اور سامان کی خبروں نے مسلمانوں کے حوصلے پست کر دئے۔ سالاروں نے صورتِ حال کا جائزہ لیا اور طے ہوا کہ الگ الگ محاذوں پر لڑنا مصلحت کے خلاف ہے، سب کو متحدہ مقابلہ کرنا چاہیئے، یہ تجویز عمرو بن عاص نے پیش کی تھی، مرکز سے بھی مشورہ کیا گیا، خلیفہ نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے یہ حوصلہ انگیز مراسلہ بھیجا:۔

"آپ سب جمع ہو کر ایک لشکر ہو جائیے اور مشرکوں کی بڑی فوجوں کا مقابلہ اپنی متحدہ فوج سے کیجئے۔ آپ خدا کے جاں نثار ہیں، خدا اپنے جاں نثاروں کی مدد کرتا ہے اور اپنے باغیوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے آپ قلتِ تعداد کی وجہ سے ہرگز شکست نہیں کھائیں گے، دس ہزار فوجوں کی دس ہزار یا زیادہ سے ہارنے کی وجہ ان کی بد اعمالی ہوتی ہے، لہذا بد اعمالی سے بچتے رہیئے۔ سب سالار اپنی اپنی فوج اور پرچموں کے ساتھ

"یرموک[1]" میں جمع ہوجائیے اور ہر سالار اپنی فوج کے ساتھ الگ نماز ادا کرے۔" (سیف بن عمر۔طبری ۴/۳۱)

۴۔ خالد بن ولید کے نام

سب سالار دریائے یرموک کی وادی کے قریب ایک میدان میں جمع ہوئے۔ دوسری طرف رومی فوجوں نے بزعم خود ایک ڈھب کی جگہ (جو ان کی ہلاکت کا سبب بنی) منتخب کی، ان کے عقب میں ایک گہری گھاٹی (واقوصہ) تھی، اس سے متصل دریا، اور سامنے خندق، آنے جانے کے لئے ایک راہ کھلی تھی۔ یرموک میں خیمہ زن ہونے کے بعد عرب سالاروں نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ ہم سب اپنی اور آپ کی تجویز کے بموجب "یرموک" میں جمع ہوگئے ہیں، ہمارے سامنے دشمن کا لشکر جرار کیل کانٹے سے لیس حملہ کا منتظر ہے، اور گو ہمارا بھروسہ خدا اور اس کے کرم پر ہے، پھر بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری فوج کم اور ہمارے ہتیار نارسا ہیں ہمیں رسد کی سخت ضرورت ہے۔ خلیفہ نے محسوس کیا کہ مسلمان رسد سے زیادہ ایک ایسے سالار کے محتاج ہیں جو ان کے دلوں کو گرمادے اور ان میں خود اعتمادی کا شعور پیدا کرسکے۔ ایسا سالار ان کو خالد بن ولید میں نظر آیا، جو اس وقت حیرہ کے شمال مغرب میں مشرقی فرات کے قصبوں اور فوجی نقطوں کو رام کرتے دریا کے کنارہ کنارہ شام اور جزیرہ (میسوپوٹامیہ) کی سرحد تک پہنچ کر حیرہ واپس ہورہے تھے۔ ابوبکر صدیق نے ان کو یہ ارجنٹ مراسلہ بھیجا (صفر ۱۳ھ):-

"تم چل دو اور مسلمان فوجوں سے "یرموک" میں جاملو۔ رومیوں نے ان کو غمگین کر رکھا ہے جس طرح انھوں نے رومیوں کو۔ خبردار! پھر تم وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی۔ خدا کے فضل سے کوئی دوسرا دشمن

[1] دیکھئے نقشہ

کو (زک دے کر) ایسا غمگین نہیں کر سکتا جیسا کہ تم کر سکتے ہو، نہ کوئی دوسرا مسلمانوں کے دلوں کی کلی کھلا سکتا ہے جیسا تم کھلا سکتے ہو۔ اے ابو سلیمان! دعا، ہے کہ جہاد کی لگن اور خدا کے انعام سے تم ہمیشہ بہرہ ور رہو، اِس لگن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دو، خدا انعام بھی پورا پورا دے گا، تمکنت تمھارے دل میں ہرگز حاصل نہ ہو ورنہ تمھارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور خدا تمھاری مدد سے ہاتھ اُٹھالے گا۔ اپنے کسی کام پر بھروسہ بھی نہ کرو، کیوں کہ کامیابی کا مواد (انسانی کوشش پر نہیں) اللہ عز و جل کے لطف و احسان پر ہے۔ اچھے بُرے عمل کی جزار بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔" (طبری ۴/ ۴۰ و ۴۶)

"خبردار پھر تم وہ حرکت نہ کرنا جو تم نے کی"، اس کا اشارہ خالد کے خُفیہ حج کی طرف ہے ذوالقعدہ ۱۲ھ میں خالد نے فراض (جزیرہ - شام کی سرحد) پر رومی و فارسی فوجوں کو شکست دی اور اُبلّہ سے لے کر فِراض تک مشرقی و مغربی فرات کے سارے گاؤں دیہات اسلام کے ماتحت آگئے اس وقت ان کے دل میں خفیہ حج کا شوق پیدا ہوا، حج کو خفیہ رکھنے کا صحیح سبب ہم کو نہیں معلوم، وہ فوج کے پشتی دستوں کے ساتھ تھے، چند منتخب ساتھیوں کو لے کر چوبیس یا پچیس ذوالقعدہ کو فِراض سے مکہ کو روانہ ہوئے، اور ایک دشوار گذار مگر چھوٹے راستہ سے بھیس بدل کر مکہ میں داخل ہوئے، حج کر کے دہاوے مارتے لوٹے اور ابھی فوج کے پشتی دستے حیرہ پہنچے بھی نہ تھے کہ اُن سے آملے۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو انھوں نے خالد کا یہ فعل ناپسند کیا اور خط میں وہ جملہ لکھا جو آپ پڑھ آئے ہیں۔ اکثر مورخ اس خفیہ حج کے منکر ہیں، اس کی روایت اور تائید بس سیف بن عمر نے کی ہے۔

(باقی آئندہ)